مناظرہ جھنگ
تاریخی اور عدیم
المثال روئیداد
شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی بریلوی
مابین
مولانا مولوی حق نواز دیوبندی خطیب جھنگ
اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

تاریخی اور عدیم المثال روئیداد

شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی بریلوی

بنام

مولانا مولوی حق نواز دیوبندی خطیب جھنگ

Phone: 0483-724695
Mobile: 0321-7641096

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔روئیداد مناظرہ جھنگ

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد ناصر الہاشمی

تخریج و پروف ریڈنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد سہیل احمد سیالوی

مناظرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمدۃ الاذکیا محمد اشرف صاحب سیالوی

و مولوی حق نواز صاحب دیوبندی

موضوع مناظرہ۔۔۔۔۔۔۔۔"گستاخ رسول کون ہیں؟ دیوبندی یا بریلوی

تاریخ انعقاد مناظرہ۔۔۔۔ 27 اگست 1979 بمقام نول والا بنگلہ جھنگ

منصفین۔۔۔۔۔۔۔۔1۔ پروفیسر تقی الدین انجم، گورنمنٹ کالج جھنگ

2۔ محمد منظور خان، ایڈووکیٹ

3۔ غلام باری، ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول ریل بازار

زیر نگرانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ضلعی انتظامیہ جھنگ

﴿فیصلہ منصفین﴾ ہم منصفین بالاتفاق فیصلہ کرتے ہیں اور اس مناظرہ میں مولانا محمد اشرف سیالوی کو ان کے نسبتاً وزنی استدلال کی بنا پر کامیاب قرار دیتے ہیں

(نوٹ) منصفین کا دستخط شدہ فیصلہ تفصیلاً کتاب کے آخر میں برائے حوالہ و ملاحظہ منسلک ہے

ملنے کے پتے

اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ جہلم۔ فون نمبر: 0483-724695

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا فون نمبر: 0321-7641096

وہ فرماتے ہیں کہ اپنی توجہ کو کسی طرف مبذول کر دینا اپنا مدعا اسی کو بنا لینا اور ساری چیزوں سے توجہ ہٹا کر ایک ہی ذات کی طرف توجہ کر لینا یہ فرماتے ہیں کہ نماز کے اور مخلص لوگوں کے خلوص کے خلاف ہے یعنی یہ مقصد نہیں کہ نبی پاک کا معاذ اللہ ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ کہتے ہوئے خیال آ گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی بلکہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ جہاں جہاں اللہ نے جو دعائیں قرآن میں سکھائی ہیں جیسا کہ عبادات میں آئیں ان دعاؤں کا نماز میں پڑھنا بھی نماز کے خلاف نہیں کیونکہ اللہ نے خود ان دعاؤں کا ارشاد فرمایا ہے اسی طرح ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ پڑھنے کا تو خود حکم ہے اور ساتھ ساتھ اس کو خارج کر کے فرماتے ہیں کہ یہ چیزیں تو نماز کے کمال کے خلاف نہیں کیونکہ شرعاً حکم ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کا حکم دیا ہے اس لئے یہ اس کے خلاف نہیں ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شاہ اسمٰعیل کی اس عبارت میں توہین نہیں جس کے لئے میں نے علمائے بریلوی کے مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب کا نام پیش کیا تھا۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی! پہلے تو میں آپ سے یہ گزارش کروں کہ یہ مولانا احمد رضا خان صاحب کی عبارت سے ثابت فرما رہے ہیں کہ ان کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب کافر نہیں ہیں لہذا ان کی یہ عبارت گستاخانہ نہیں ہے اور شاید ان کو معلوم نہیں ہے کہ ایک ہے لزوم کفر اور ایک ہے التزام کفر فتویٰ کفر کا اس صورت میں دیا جاتا ہے جبکہ یہ پتہ چل جائے کہ یہ عبارت لکھنے والا اور یہ عبارت بولنے والا اس کفر پر مطلع ہوا اور باوجود اس کے اس پر اڑا رہا اور اس نے رجوع اور توبہ نہیں کی تب یہ کہا جائے گا کہ یہ عبارت کفریہ اور گستاخانہ ہے اور اس کا کہنے والا کافر ہے۔

اور جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس عبارت کا لکھنے والا اس کی قباحت اور مفاسد پر

مطلع ہوا تو احتیاط یہی ہے کہ عبارت کو کفریہ کہا جائے مگر اس کے لکھنے والے کو کافر نہ کہا جائے اور

چونکہ اسمعیل دہلوی صاحب مولانا احمد رضا خان صاحب کے زمانے سے پہلے رحلت کر چکے تھے

لہٰذا اس اطمینان کی کوئی صورت نہیں تھی کہ وہ واقعی اس عبارت کی سنگینی اور اس میں مضمر مفاسد پر

مطلع ہوئے اور پھر بھی اس پر مصر رہے لہٰذا انہوں نے از راہ احتیاط ان کو کافر نہ کہا کیونکہ ان کا

التزام کفر محقق نہیں ہوا تھا باقی رہا عبارت کے گستاخانہ ہونے کا معاملہ تو انہی مولانا احمد رضا خان

صاحب نے اسی کتاب کے صفحہ 30 پر یہ ارشاد فرمایا کہ ''مسلمانو! للہ کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان

یا قلم سے نکلنے کا ہے حاشا للہ۔ پادریوں پنڈتوں وغیرہ کھلے کافروں مشرکوں کی کتابوں کو دیکھو کہ

انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید ان میں اس طرح کی نظیر

نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک الفاظ تمہارے پیارے نبی ﷺ تمہارے سچے رسول ﷺ کی

عصمت میں سے ہوں انہیں مواخذہ دنیا کا ڈر لگتا ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ

چیر کر دیکھیے کہ اس نے کس جگرے سے محمد الرسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ سب دشنام

کے جملے لکھ دیئے اور روز آخر اللہ رب العزت غالب قہار کے غضب عظیم اور عذاب الیم کا اصلا

اندیشہ نہ کیا'' تو جہاں تک عبارت کی سنگینی کا تعلق تھا صفحہ 30 پر یہ تنبیہ فرما دی ہے اور جہاں تک

احتیاط کا تعلق تھا کہ ہو سکتا ہے مولانا اسمعیل صاحب اپنی اس عبارت کی قباحت پر متوجہ نہ ہوئے

ہوں انہوں نے بے توجہی کی صورت میں یہ کہہ دیا ہے اگر وہ میرے وقت میں ہوتے تو میں ان کو

متوجہ کراتا متنبہ کرتا ہو سکتا ہے باز آ جاتے اور توبہ کر جاتے اس احتیاط کے باعث انہوں نے یہ

ارشاد فرمایا ہے کہ میں کفر کا فتویٰ نہیں دیتا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا کہ باقی آئمہ کی تصریحات کے مطابق چونکہ عبارت ــــ

اندر توازن قائم کر دیا گیا ہے کہ ایک طرف خیال مصطفےٰ علیہ السلام کو رکھا گیا ہے اور دوسری طرف گدھے اور بیل کے خیال کو رکھا گیا ہے لہذا یہ عبارت صریح گستاخی اور توہین کے ضمن میں آتی ہے لہذا انہوں نے اس قسم کا فتوی دے دیا ہے لیکن میں اس کو لزوم کفر سمجھتا ہوں اور التزام کفر نہیں سمجھتا اور کفر کا فتوی نہیں دیتا نہ یہ کہ میں عبارت کو گستاخانہ نہیں سمجھتا۔

آیئے! اب یہ دیکھیں کہ کفر کے لزوم اور التزام میں فرق ہے کہ نہیں ہے تو یہ کتاب نبراس میرے ہاتھ میں ہے یہ عقائد کی کتاب ہے اور شرح عقائد کی شرح ہے اس کے صفحہ 199 پر موجود ہے ﴿قَدْ تَقَرَّرَ فِی الشَّرْعِ اَنَّ الْتِزَامَ الْکُفْرِ کُفْرٌ لَا لُزُوْمُہٗ﴾ کہ کفر کا التزام کر لینا یعنی کفر یہ سمجھنے کے باوجود اس پہ اڑ جانا یہ تو کفر ہے اور کفر کا فتوی بھی دیا جائے گا لیکن غلطی سے کسی کے منہ سے نکل جائے تو اس کلمہ کو کفر یہ کہا جائے گا بولنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا الغرض التزام کفر کفر ہے لزوم کفر کفر نہیں ہے تو یہ ایک احتیاط والا پہلو تھا جس کی وجہ سے مولانا احمد رضا خان صاحب نے کفر کا فتوی نہ دیا نہ یہ کہ اس عبارت کو گستاخانہ تسلیم نہیں کیا۔

علاوہ ازیں آپ یہ بھی فرما گئے ہیں کہ صراط مستقیم میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ زنا کا خیال آنے پر اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال کرے تو عرض کیا جا چکا ہے کہ دہلوی صاحب فرماتے ہیں کہ از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است۔ تو حالت نماز میں بیوی کا خیال کیوں بہتر قرار دیا جا رہا ہے تو یہ زنا کے برے خیال سے بچنے کی ہی ایک تدبیر بیان کی جا رہی ہے اور پھر تم کہتے ہو کہ صحابہ کا معاملہ چھوڑ یئے مجھے ذرا یہ بتلایئے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ میں سے ہیں جنہوں

حاشیہ :۔ مولانا حق نواز صاحب کا یہ استدلال عجیب تھا کہ کافر نہ کہنا ان اقوال کے درست ہونے کی دلیل بن گیا کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

نے یہ ارشاد فرمایا ہے ﴿احضر فی قلبک شخصہ الکریم﴾ کہ آپ کے شخص کریم کو اپنے دل میں حاضر کرو پھر سلام پیش کرو اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایئے کہ کیا صحابہ کرام قابل تقلید نہیں ہیں نیز یہ حدیث تقریری بن گئی کہ سرکار کے سامنے صحابہ نے ایک فعل کیا اور سرکار نے انہیں نہ ٹوکا اور اسلام کے اندر آپ لوگوں کے نزدیک بھی قولی عملی اور تقریری حدیث معتبر اور قابل قبول ہے کہ نہیں ؟لہذا اگر یہ فعل کسی صورت میں بھی توحید کے منافی ہوتا تو سرکار منع فرمادیتے اور روک دیتے۔اور اس کے علاوہ شیخ محقق کی بات عرض کر چکا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں مصلی را باید کہ ازیں شہود و مقصود آگاہ باشد کہ وہ سرکار کی تشریف آوری سے آگاہ ہو اور سرکار دو عالم ﷺ پر بالقصد یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ کی حقیقت موجود ہے سلام بھیجے یہاں بھی قصد کی تلقین عرفاء کی زبان سے اور شیخ محقق کی زبان سے موجود ہے۔

حاشیہ :(بقیہ) زانی شرابی ڈاکو اور قاتل کافر ہیں اور شریعت میں ان پر کفر کا فتوی لگانا درست ہے ؟جب کافر کہنا درست نہیں تو کیا کہا جائے گا کہ یہ افعال درست ہیں ؟یقیناً یہ افعال بھی درست نہیں ہیں بلکہ فسق و فجور کے ضمن میں آتے ہیں اسی طرح ان اقوال میں بھی قائل کا التزام کفر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قائل کو کافر نہ کہنے سے ان کا درست ہونا کیونکر لازم آتا ہے اور یہی حقیقت حضرت بریلوی قدس سرہ کی کلام سے ظاہر ہے۔جس طرح کہ مولانا حق نواز صاحب کی پیش کردہ عبارت کے الفاظ ''اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم''

میں اس امر کی صراحت موجود ہے لہذا عبارت کا کفریہ ہونا ان کے نزدیک مسلم ہے البتہ ان کے قائل کو کافر کہنے میں بوجہ التزام کفر معلوم نہ ہونے کے احتیاط سے کام لیا ہے

مولانا احمد رضا خان صاحب نے بھی خواہ مخواہ تلخی پیدا کی فی الحقیقت وہ بھی جانتے تھے کہ اس میں یہ تلخی نہیں ہے۔ اگر واقعی یہ تلخی ہے کہ پادریوں اور پنڈتوں جیسی گالیاں دی ہیں۔ تو میں سامعین اور ججز صاحبان سے یہ کہتا ہوں کہ ایک شخص اب عام چوک میں کھڑے ہو کر امام الانبیاء کو پادریوں جیسی گالیاں دے مثلاً پادری امام الانبیاء کو جھوٹا کہتے ہیں پادری امام الانبیاء کو مجنوں ثابت کرتا ہے اور معاذ اللہ بدذات کہتا ہے۔

تو ایک شخص چوک پر کھڑے ہو کر پادری جیسی گالیاں دے رہا ہو کون ہے جو کہے کہ ہم اس میں تاویل کریں گے ہم اس کو کافر نہیں سمجھتے۔ جب پادری جیسی گالیاں شاہ اسمٰعیل نے دی ہیں اور واقعی اس عبارت میں یہی سنگینی تھی۔ اور مولانا احمد رضا خان صاحب بھی سنگینی سمجھتے تھے اور یہ الفاظ حقائق پر مبنی تھے تو انہیں کافر کہنا چاہئے تھا لیکن صورت حال یہی ہے کہ آپ خواہ مخواہ وقت کو طول دے رہے ہیں انہوں نے بھی خواہ مخواہ شاہ اسمٰعیل کی عبارت میں سنگینی پیدا کی حقیقتاً وہ

حاشیہ: (بقیہ) مولوی حق نواز صاحب کو ایسی عبارت دکھلانی چاہیے تھی جس میں تصور مصطفے علیہ التحیۃ والثناء کو کسی نے گدھے اور بیل کے تصور میں غرق ہونے سے بدر جہا برا کہا ہو العیاذ باللہ

نیز ہمارا استدلال یہ تھا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب ایسے انداز بیان اور اسلوب کلام سے ناراض ہو رہی ہیں تو وہ اگر مولوی اسمٰعیل کی اس عبارت کو دیکھتیں تو ان کا رد عمل کیا ہوتا مولوی حق نواز صاحب کی پیش کردہ روایت سے ہمارے اس استدلال کا جواب کیسے ہو سکتا ہے جو کچھ مولوی صاحب نے کہا ہے وہ البتہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اعتراض بنے گا اور انکی ناراضگی کے بے جا ہونے کو مستلزم ہوگا جو ہم نے روایات پیش کی ہیں ان کا جواب بہر حال یہ نہیں ہے رہا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یہ اعتراض تو اس کا جواب اگلے صفحہ پر حاشیہ میں مذکور ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بھی جانتے تھے کہ یہ سنگینی نہیں ہے پادریوں جیسی گالیاں نہیں پنڈتوں جیسی گالیاں نہیں میں اپنے
فاضل مخاطب قابل صد احترام سے گزارش کروں گا کہ اگر واقعی شاہ اسمٰعیل نے پادریوں جیسی
گالیاں دی ہیں پنڈت جیسی گالیاں دی ہیں مولانا احمد رضا خان صاحب پر کیا فتویٰ لگے گا کہ
انہوں نے ایک ایسے شخص کو جو نبی کو گالیاں دیتا رہا سب و دشنام دیتا رہا تبرا بازی کرتا رہا انہوں
نے کہا کہ احتیاط اسی میں ہے اسے کافر نہ کہا جائے۔ تو یہ تو آپ کو مولانا احمد رضا خان صاحب
کے حوالہ جات کی خود تاویل کرنا پڑے گی کہ جب گالیاں ہیں اور سنی ہیں تو کفر کیہ ... میں لزوم اور
التزام کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ پادری جیسی گالیاں دے دے اور تم کہو کہ یہ لزوم ہے اور التزام ہوا
التزام آخر کن الفاظ سے ہوگا میرے فاضل مخاطب وہ الفاظ ارشاد فرمائیں کہ اگر کسی عبارت میں
یہ الفاظ ہوں تو التزام ہوتا ہے اور یہ الفاظ ہوں تو لزوم ہوتا ہے جب یہ بات نہیں ہے تو شاہ
اسمٰعیل کی عبارت بالکل بے غبار ہے انہوں نے یہ واضح کر دیا کہ اپنے آپ کو صحابہ پر قیاس نہ کرو
تمہاری وہ شان نہیں ہے ان کو خیال آ جائے تو ان کی توجہ خالق سے نہیں ٹوٹتی اور تم نے اگر کہیں اور

حاشیہ:۔ (بقیہ) اس روایت کو یہاں پیش کرنا قطعاً بے محل اور بے موقع ہے کیونکہ امتیوں
کے اس فتویٰ پر آپ کا یہ ردعمل تھا جو بخاری اور مسلم جیسی مستند کتب احادیث میں موجود ہے اور اس
کا انکار ناممکن اور یہاں بھی کلام امت کے ایک فتویٰ اور سنگین عبارت میں چل رہا تھا اب اگر کوئی
بیٹا ماں کے حق میں وہی کلمات بولنے لگے جو باپ بولتا ہو اور اس کی ناراضی ظاہر کرنے پر کہے
میرا باپ یہ لفظ استعمال کرے تو ناراض نہیں ہوتی لہذا مجھ پر کیوں ناراض ہوتی ہے تو ظاہر ہے وہ
کہے گی اس کا مقام اور ہے اور تیرا مقام اور ہے اس کے جو حقوق مجھ پر ہیں ان کا تقاضہ کچھ اور ہے
اور جو میرے تجھ پر ہیں ان کا تقاضہ کچھ اور۔ اور وہابی صاحبان کی بنیاد فساد (باقی اگلے صفحہ پر)

معنی کمزور بے سروسامان ہے کہ تم کمزور تھے بے سروسامان تھے تمہاری طاقت نہیں تھی میں نے تمہاری مدد کی تو شاہ اسمٰعیل نے اللہ کی توحید کو بیان کرتے ہوئے اور قدرت کو بیان کرتے ہوئے یہ بتلایا کہ وہ اللہ تعالی کے مقابلے میں کمزور تھے اور یہی وجہ ہے کہ اگر واقعی توہین ہے تو میں مدمقابل سے یہ مطالبہ کروں گا کہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب جن کے نام سے بریلویت مشہور ہے انہوں نے ایسے گستاخ کو کافر نہ کہا جب کہ وہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ بات ایسی ہے حقیقت یہ تھی کہ شاہ اسمٰعیل کو بعض سوچی سمجھی سکیموں کے ساتھ ان کی عبارات کو غلط معانی پہنائے گئے۔ حاشیہ آرائیاں کی گئیں ورنہ اندر سے دل مانتا تھا کہ ان عبارات کے یہ مفہوم نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے آخرت کا ڈر رکھتے ہوئے یہ سمجھ لیا کہ میں اس کو کافر نہیں کہتا ہوں ورنہ یہ طے شدہ بات تھی کہ کسی پیغمبر کی عبارت میں گستاخی ثابت ہو جائے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہوتا ہے لیکن مولانا احمد رضا خان صاحب نے جب کافر قرار نہیں دیا تو میرا افاضل مخاطب سے سوال ہے کہ جس وجہ سے انہوں نے مولانا شاہ اسمٰعیل کو کافر نہیں کہا اب وجہ بتائیں اس عبارت سے ایک ایسی شق نکال لائیں کہ جناب اس کا ایک یہ معنی غلط تھا یہ بھی غلط تھا لیکن ایک معنی شاید یہ بن سکتا تھا اور مصنف نے یہی لیا ہو اور لزوم ہوا ہو التزام نہ ہوا ہو تو وہ ایک معنی آپ نکال دیں کہ اس عبارت کے اس ایک مفہوم کی وجہ سے کفر کا فتوی نہیں دیا گیا تو میں اسی عبارت سے تقویۃ الایمان کو اور زیادہ صاف کردوں گا لیکن جب تک آپ یہ نہیں لاتے تو احمد رضا خان صاحب نے گویا کفر کا فتوی نہ دے کر تسلیم کر لیا ہے اسی طرح میرے بزرگ کو قرآن مجید کے الفاظ میں اللہ رب العزۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ﴾ یہ ترجمہ رب العزۃ فرماتے ہیں۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ کہ انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے

اس کی پرچھائیاں دائیں اور بائیں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں یہ ترجمہ مولانا احمد رضا خان صاحب کر رہے ہیں کہ اللہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ ﴿مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ جو کچھ بھی اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا اسی کو کہ وہ اللہ کے سامنے سجدہ کرتی ہیں ﴿سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ﴾ اس کا ترجمہ مولانا احمد رضا خان صاحب کرتے ہیں وہ اللہ کے حضور ذلیل ہیں اگر ذلیل کا یہی مطلب ہے کہ گویا راندہ درگاہ تو آیا اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ کی مخلوق جو اللہ کو سجدہ کرتی ہیں وہ راندہ درگاہ ہے یہ ترجمہ اردو میں کیا گیا حاشیہ پہ لکھا گیا خوار عاجز اور مسخر ہیں خوار بھی ساتھ ملا دیا گیا ہے اور اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے۔ 1

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب۔

سب سے پہلے تو مولانا نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارے مولانا حسین احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب معتبر نہیں ہے وہی بات جو ہم عرض کر رہے تھے اور اس پر ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا اب خود فاضل مناظر کو وہی سہارا لینا پڑ گیا ہے اگر آپ کے ہاں یہ چیز (معتبر کتاب اور غیر معتبر کا فرق) جائز ہے تو ہمارے لئے کیوں جائز نہیں نیز ہم تو آپ کے چوٹی کے امام کی بات پیش کر

حاشیہ: ترجمہ میں بامر مجبوری لفظ کا تحت اللفظ ترجمہ کیا جاتا ہے جس طرح علمائے دیو بند نے ووجدک ضالا کا ترجمہ یہ کیا ہے "پایا تجھے گمراہ" تو العیاذ باللہ کیا علمائے دیو بند نبی الانبیاء ﷺ کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں حالانکہ امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ کہ پیغمبران کرام پیدائشی طور پر شرک وکفر اور گمراہی سے محفوظ ہوتے ہیں نیز یہاں انبیاء و اولیاء کی تصریح نہیں ہے۔ تا کہ ان کے متعلق اس ترجمہ سے استدلال کیا جا سکے بلکہ اس عموم سے وہ مقدس ہستیاں مستثنیٰ ہیں جیسے دوسرے دلائل سے یہ امر واضح ہے۔

چھڑانے دی جائے گی کہ یہ مولانا کی لکھی ہوئی نہیں ہے اب رہ گیا یہ معاملہ کہ ذلیل کا لفظ عربی میں فلاں معنی میں استعمال ہوتا ہے تو عربی کے اندر الفاظ اور معنوں میں آ سکتے ہیں مثلاً ﴿ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ ﴾ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے یہ عربی کے اندر ہے لیکن کسی کو کہا جائے کہ تو ہلاک ہوجائے تو ظاہر ہے یہ بے ادبی بن جائے گی اور وہ اس کو برا مانے گا ﴿ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ﴾ قرآن مجید میں ہے لیکن اگر کسی کو کہا جائے کہ تو فنا ہوجائے تو اس عبارت کے اندر سختی آجائے گی لہذا عربی محاورات کو اردو محاورات پر قیاس کرنا قطعاً غلط ہے 2

اس کے ساتھ ساتھ جس چیز سے گستاخی کا ابہام بھی پیدا ہو اس کے متعلق مولانا حسین احمد مدنی صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں وہ بھی آپ ذرا ملاحظہ فرماتے جائیے گا۔

حاشیہ:(بقیہ) قول کا کیا اعتبار یا یہ کہنا پڑے گا کہ علماء دیوبند بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں اکابر کی اصاغر نہیں مانتے اور اصاغر کا مشورہ اکابر کے لئے قابل قبول نہیں۔

2 اردو محاورہ میں جب بھی کسی کی تحقیر مقصود ہوگی تو اس کو چمار یا چمار سے ذلیل کہا جائے گا اور کوئی شخص بھی اس سے کمزور اور عاجز والا معنی نہیں سمجھتا اور کسی بھی لفظ کے لیے بے ادبی و گستاخی پر مشتمل ہونے کی مدار عرف عام ہے نہ کہ لغوی معنی مواہب لدنیہ مع زرقانی جلد خاص صفحہ 315 اس امر کی تصریح موجود ہے ﴿ إِنَّ مَنْ سَبَّ أَوْ نَقَصَهُ بِأَنْ وَصَفَهُ بِمَا يُعَدُّ نَقْصاً عُرْفاً قُتِلَ بِالْإِجْمَاعِ ﴾ بے شک وہ شخص جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی یا آپ کی شان ارفع و اعلیٰ میں تنقیص کی یعنی آپ کی طرف اس چیز کی نسبت کی جس کو عرف عام اور عام محاورات میں تنقیص شمار کیا جاتا ہے۔ تو ایسے شخص کے متعلق امت محمدیہ کے تمام علماء کا اجماع اور اتفاق ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

ہے؟اس کے ساتھ ساتھ سرکار دوعالم ﷺ کو (معاذ اللہ) شیر کا بچہ کہا جا رہا ہے تو یہ کوئی بہادری کے لحاظ سے نہیں کہا جا رہا شیر کا بچہ شکل وصورت کے لحاظ سے مختلف ہے تربیت اور پرورش کے لحاظ سے اس کا ماحول اور ہے لہذا! وہ اپنے آپ کو پا نہیں سکا یہاں کوئی عظمت کا بیان نہیں ہے بلکہ اپنی حقیقت کا منکشف نہ ہونا ظاہر کیا جا رہا ہے۔ گویا نبی پاک کو اپنی حقیقت معلوم ہی نہیں تھی جس طرح کہ شیر کے بچے کو اپنی حقیقت معلوم نہیں تھی جب وہ پانی پر گیا اور اپنی صورت دیکھی تب اسے اپنی حقیقت کا پتہ چلا! گویا نبی پاک کو اپنی حقیقت معلوم ہی نہیں تھی لہذا یہاں کوئی عظمت کا بیان نہیں ہے۔

پھر میں (صراط مستقیم) کی عبارت میں موازنہ کر چکا ہوں کہ ایک طرف سرکار کا تصور رکھا گیا ہے دوسری طرف گدھے اور بیل کا تصور رکھا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ سرکار کی طرف توجہ کا کرنا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے کیا آپ کو اس توازن کے اندر کوئی قباحت نظر نہیں آتی ہے؟

اسی طرح میں (تقویۃ الایمان) کی وہ عبارت عرض کر چکا ہوں کہ جن میں مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ (سب مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی) اتنا عموم کر رہے ہیں اور بڑی کی وضاحت بھی وہ آپ کر رہے ہیں اولیاء انبیاء امام زادے پیرزادے شہید تقویۃ الایمان صفحہ 50 اور کہہ رہے ہیں کہ۔۔۔۔ ''خدا کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے''

کیا یہ چمار کی مثال عظمت کے لئے دی جا رہی ہے یا توہین بیان کرنے کے لئے دی جا رہی ہے کسی کی توہین مقصود ہو تو کہتے ہیں کہ تو چمار ہے تو فلاں ہے تو عرف کے اندر جب چمار کے ساتھ تشبیہ بھی دی جائے تو ذلت سمجھی جاتی ہے یہاں صرف برابری نہیں کی گئی بلکہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو یہاں کتنی بڑی گستاخی موجود ہے اس کے ساتھ اسی طرح یہ اللہ رب العزۃ کی طرف کذب کی نسبت کے متعلق بھی مولانا صاحب فرما رہے ہے